محبت رسول ﷺ کا معیار

ابو امامہ
نوید احمد بشار
مدرس
جامعہ علوم اثریہ
جہلم

(نظر ثانی: فضیلۃ الشیخ ابو صالح سلیمان النورستانی حفظہ اللہ۔ مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم)

نبی اکرم ﷺ کا احترام ہر مسلمان پر واجب ہے، بلکہ تکمیل ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ محبت رسول حقوق النبی میں شامل ہے۔ مؤمن نبی اکرم ﷺ کو دل و جان سے بڑھ کر محبوب رکھتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی اُمت کے لیے خیر خواہی بھی اس بات کا بھرپور تقاضا کرتی ہے، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" "اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

(صحیح البخاری:15، صحیح مسلم:44)

سوال یہ ہے کہ کیا محبت رسول ﷺ کا یہ مطلب ہے کہ دل میں جو آئے، کیا جائے یا اس کا کوئی سلف ہو گا یا پھر کوئی دلیل رہنما ہوگی، محبت رسول ﷺ کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم شریعت کی دھجیاں بکھیر دیں، اسلام کے مزاج کو پس پشت ڈال دیں۔ یاد رہے کہ محبت رسول ﷺ کے اظہار کے لئے معیار صحابہ کرام ہیں، جو کام محبت رسول ﷺ میں انہوں نے نہیں کیا، ہم بھی نہیں کریں گے کیونکہ ایسا کام دین نہیں ہوسکتا اور نہ ہی محبت رسول کا تقاضا ہے۔ یہاں ہم محبت رسول ﷺ کے تین مختلف انداز پر بات کریں گے:

1. غلو آمیز محبت
2. رسمی محبت
3. معیاری محبت

غلو آمیز محبت

اُمت مسلمہ وسط اُمت ہے، اسلامی تعلیمات افراط و تفریط اور غلو و تقصیر سے مبرا ہیں، راہ اعتدال شریعتِ محمدیہ کا امتیازی وصف ہے، دشمنانِ اسلام کی ہر ممکن کوشش رہی ہے کہ مسلمان حدِّ اعتدال سے ہٹ جائیں، اس کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کیے جاتے ہیں، مسلمان اس بارے میں بہ خوبی واقف رہیں کہ غلوّ ہی شرک کا

بنیادی سبب ہے، شرک و بدعات اور خرافات کے چور دروازے اکثر اسی راستے سے کھلتے ہیں، یہود و نصاریٰ کو اسی گناہ نے شرک جیسے قبیح جرم میں مبتلا کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس گناہ کے مرتکبین اہل کتاب کو بایں الفاظ خبردار کیا ہے:

﴿یَا أَھْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوا فِی دِیْنِکُمْ﴾ ''اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو۔'' [سورۃ النساء: 171]

نبی کریم ﷺ نے بھی مسلمانوں کو بار بار اس فتنے پر متنبہ فرمایا، جس عمل میں بھی غلو کی آمیزش دیکھی، فوراً خبردار کیا، ویسے بھی گاہے بگاہے اس بارے میں ڈراتے رہے، ذیل میں چند احادیث اس بارے میں درج کی جارہی ہیں:

1. سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَا تُطْرُونِی کَمَا أُطْرَتِ النَّصَارَی ابْنَ مَرْیَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فَقُولُوا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُولُہ''

''مجھے اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرو جس طرح نصاریٰ نے ابن مریم کی شان میں غلو سے کام لیا تھا، میں تو صرف ایک بندہ ہوں، لہٰذا تم بھی مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو۔'' (صحیح البخاری: 3445)

2. سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

'إِنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا مُحَمَّدُ یَا سَیِّدَنَا وَابْنَ سَیِّدِنَا، وَخَیْرَنَا وَابْنَ خَیْرِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا أَیُّھَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ بِتَقْوَاکُمْ، لَا یَسْتَھْوِیَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُولُہُ، وَاللّٰہِ مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِی فَوْقَ مَنْزِلَتِی الَّتِی أَنْزَلَنِی اللّٰہُ'

''ایک آدمی نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہنے لگا: اے سردار ابن سردار، اے شرف و مقام کے حامل اور بہتر کے بیٹے! اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! تقویٰ اختیار کرو، تمہیں شیطان نہ پھسلائے، میں محمد بن عبداللہ تو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ بات ہرگز پسند نہیں ہے کہ تم مجھے اس مقام سے بڑھا چڑھا کر بیان کرو، جو مقام اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔''

(مسند عبد بن حمید: 1309، مسند الإمام أحمد: 153/3، وسندہ صحیح)

3. سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

'جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِینَ بُنِیَ عَلَیَّ، فَجَلَسَ عَلَی فِرَاشِی کَمَجْلِسِكَ مِنِّی، فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَنَا، یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِی یَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ

إِحْدَاهُنَّ :وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ :دَعِي هٰذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ'

''رخصتی کے بعد جب مجھے خاوند کے گھر لایا گیا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میرے بستر پر اسی طرح بیٹھ گئے جس طرح آپ (حدیث کے راوی خالد بن ذکوان) مجھ سے (دور) بیٹھے ہیں، اسی دوران انصار کی چھوٹی چھوٹی بچیاں دف بجا کر غزوۂ اُحد میں شہید ہونے والے میرے آبا کے محاسن بیان کرنے لگیں، اچانک ان میں ایک لڑکی کہنے لگی: ہم میں ایک ایسے نبی ہیں، جو آنے والے کل کی بات جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فوراً فرمایا: یہ بات چھوڑ دو اور پہلی ہی بات کو دہراتی رہو۔''

(صحيح البخاری:5147)

4 سیّدنا اُنس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کا ایک اونٹ وحشی درندے کی طرح بدک رہا تھا، ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کہیں یہ آپ کو نقصان نہ پہنچا دے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا، جب اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کے پاس آ کر گر پڑا، یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ ناسمجھ جاندار آپ ﷺ کو سجدہ کرتے ہیں، ہم تو پھر عقل مند ہیں، لہٰذا ہم آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

'لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ ، وَلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا ، مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا' ''بندے کا بندے کو سجدہ درست نہیں ہے، اگر آدمی کے لیے آدمی کو سجدہ (تعظیمی) روا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ عورت پر خاوند کا بہت زیادہ حق ہے۔'' (مسند الامام أحمد:159/3،صحيح)

5 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

'إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا شَاءَ اللّٰهُ، وَشِئْتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَجَعَلْتَنِي وَاللّٰهَ عَدْلًا بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ'

''ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: جو اللہ تعالیٰ چاہے اور جو آپ چاہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہے، بلکہ جو اکیلا اللہ چاہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة:346/10،مسند الامام أحمد:214/1،سنن ابن ماجة:2117،و سنده صحيح)

مذکورہ روایات سے ایک بات ضرور سمجھ آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ بندوں کوتقویٰ کی تعلیم دیتے تھے، اپنی تعظیم میں غلوّ کو بالکل پسند نہیں فرماتے تھے، حالانکہ صحابہ کرام آپ ﷺ سے بہت عقیدت مندی کا مظاہرہ کرتے تھے، یہاں اور ایک روایت ملاحظہ کرلیجیے:

عاصم بن حمید سکونی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

'لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوصِيهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ :يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسٰى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هٰذَا وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هٰذَا، وَقَبْرِي.فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيَ الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا'

''جب نبی کریم ﷺ نے سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ ﷺ خود بھی انہیں وصیتیں کرتے ہوئے ان کے ساتھ شہر سے باہر نکلے، سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سوار تھے اور رسول کریم ﷺ سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے، جب آپ ﷺ (انہیں وصیتیں کرکے) فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ! شاید آپ مجھے اس سال کے بعد نہ مل سکیں اور شاید آپ میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزریں۔ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ اپنے محبوب کے غمِ جدائی کے باعث رونے لگے، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا رُخ مدینہ منورہ کی طرف پھیر لیا اور فرمایا: تمام لوگوں میں میرے سب سے زیادہ قریبی متقی ہیں، خواہ وہ کوئی بھی ہوں اور کہیں بھی۔''

(مسند الامام احمد:235/5؛ دلائل النبوۃ للبیہقی:5/404۔405؛وسندہٗ صحیحٌ)

دراصل بات یہ ہے کہ اسلام عملی زندگی پر زور دیتا ہے، محض کھوکھلے نعرے اور عمل سے خالی عقیدت مندی اسلام کا مزاج نہیں ہے۔ دینِ اسلام کا درس تو یہی ہے کہ بندہ اپنے رب کو پہچان لے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لے اور اپنی تخلیق کا مقصد پالے۔

اللہ شاہد ہے کہ ربیع الاول کے مہینے کا اخبار اُٹھاؤ، دورِ حاضر کے لکھاریوں کی سیرت النبی ﷺ پر تحریرات کا مطالعہ کرو یا کسی حمد و نعت کی محفل میں شرکت کرو۔ نبی کریم ﷺ کی ہستی اقدس کے بارے میں قلمیں اور زبانیں

بالکل غیر محتاط ہیں، جس کا جو جی چاہتا ہے، لکھ مارتا ہے، جو دل میں آئے، طوطے کی طرح بول دیتا ہے۔ کسی کو کوئی پرواہ نہیں، نہ سامعین کو، نہ کالم نگاروں کو اور نہ پڑھنے والوں کو..... کہ جو بات پڑھی جارہی ہے، یا احاطہ تحریر میں لائی جارہی ہے اور یا زبان پر آرہی ہے، کیا نبی اکرم ﷺ سے ثابت بھی ہے یا نہیں..... کالم نگار جس طرح سیاست دانوں پر الفاظ کے تیر پھینکنے میں آزاد ہیں، اسی طرح مذہبی گفتگو کرنے میں جنگل کے شیر بنے ہوئے ہیں۔ قارئین تو بیچارے کھیل بنے ہوئے ہیں، جو انہیں جس طرف لے جانا چاہے..۔آسانی سے اس کا شکار بن جاتے ہیں۔ نعت خوانوں کو تو آپ علمائے دین میں شمار ہی نہ کریں...انہیں اس سے کوئی لینا دینا نہیں کہ نعت کے الفاظ کیا ہیں اور ان کا کیا مطلب ہے؟.....بس ان کی توجہ سریلی آواز پر مرکوز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو نبی کریم ﷺ کی خوبیاں بتا کر داد وصول کی جاتی ہے۔ علم اور تحقیق سے ان لوگوں کو اللہ واسطے کا بیر ہے۔ حالانکہ یہ ساری چیزیں غلوّ کی غماز ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے سختی کے ساتھ روکا تھا۔

رسمی محبت

ہمارے معاشرے میں جہالت کی انتہا ہو چکی ہے، اسلام کی روح کا جنازہ نکالا جا چکا ہے، ہر کوئی اسلام کا مزاق اُڑانے کے بعد یہی کہتا دکھائی دیتا ہے کہ یہ سب کچھ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کا اظہار کر رہے ہیں، اس میں حرج والی بات کیا ہے؟...اللہ کے بندو! یومِ حساب سے ڈرو، روزِ محشر نبی کریم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے کہ ہم نے اسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے، ہر کس و ناکس دین میں رائے زنی کر رہا ہے۔ اللہ کے لیے کوئی بندہ اس بات پر غور تو کرے کہ محبت رسول کی آڑ میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کی اسلام میں کہاں اجازت ہے؟ محبت رسول کا کیا یہ مطلب ہے کہ ہر کوئی جو جی میں آئے کرے، یا پھر محبت رسول کے لیے کوئی معیار یا پیمانہ بھی ہے؟

ہم خیر خواہی کی غرض سے بتانا چاہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عقیدت مندی اور محبت میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین اعلام کا کوئی ثانی نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ ہر خیر کے کام میں وہ ہم سے آگے ہیں، تیسری بات یہ ہے کہ دینی علم کے حوالے سے وہ ہم پر فائق ہیں۔ ایسی کوئی خیر نہیں کہ جس میں ہم ان سے آگے ہوں۔ یہ بات ایک سادہ مسلمان آسانی سے سمجھ سکتا ہے، اب پھر کیا محبت رسول میں ہم نے جو نت نئے طریقے ایجاد کر رکھے ہیں، کیا یہ انداز ان کے علم میں نہیں آسکے.....نیز کیا ہماری یہ رسمی محبت کے کھوکھلے انداز اگر نیکی، ثواب اور خیر کے کام ہیں؟...کیا پھر صحابہ کرام اور دیگر خیر القرون کی نیک ہستیاں ان ثواب والے کاموں سے محروم

رہیں۔اسی طرح اگر یہ کام نیکی اور خیر و بھلائی والے ہیں تو سلف صالحین سب سے پہلے ان تک علمی رسائی حاصل کرتے۔ بعد والے خواہش پرست اور شکم پرور حضرات ان خرافات کو متعارف کرا کے دشمنانِ اسلام کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کاموں سے ہمارے اسلاف غافل رہے ہیں۔

قارئین کرام! آیئے! آپ کو بارہ ربیع الاول والے دن کی تصوراتی جھلکیاں دکھاتے ہیں، یہ باتیں سب کے مشاہدے میں آئی ہوں گی کہ اوباش لڑکے کھمبوں پر چڑھے ہوتے ہیں، منہ میں سگریٹ لیے لائٹیں لگائی جا رہی ہیں، پاک اور ناپاک جگہ کی تمیز کیے بغیر خانہ کعبہ، مقام ابراہیم، مسجد نبوی اور گنبدِ خضریٰ جیسے مقدس مقامات کی شبیہ بنائی جاتی ہیں۔ جیسے ہی بارہ ربیع الاول کا سورج غروب ہوتا ہے، ساتھ ہی بازاروں میں رَش پڑ جاتا ہے، گلی کوچے میرج حال کا نقشہ پیش کرنے لگتے ہیں۔ مختلف جگہوں پر مقدس مقامات کی تشبیہات مرد و زن کی توجہ کا مرکز بنی ہوتی ہیں، وہاں مرد و خواتین کا اختلاط ہوتا ہے، تصویریں بنائی جاتی ہیں، آلات موسیقی کے ساتھ نعتیں لگی ہوتی ہیں، ہر کوئی موسیقی کی دھنوں سے محظوظ ہوتا ہے۔ بازاروں میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی کثیر تعداد چل رہی ہوتی ہے، جس سے بے حیائی کو خوب پروان چڑھایا جاتا ہے۔

محبت کا دم بھرنے والے نعت خوان مختلف ٹی وی چینلز کی زینت بنے ہوتے ہیں، اکثر کے چہروں پر سنت بھی نہیں رسول بھی نہیں ہوتی، مغرب سے رات گئے تک محفلوں میں نعتیں پڑھتے ہیں، بیچ میں کتنی نمازیں آئیں، کوئی حساب کرنا بھی گوارا نہیں کرتا، منہ سے نکلنے والوں الفاظ پر غور کرو تو لگتا ہے کہ محبت رسول کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں، مگر ظاہری صورت کا جائزہ لو اور ایسوں کی عملی زندگی پر نگاہ ڈالو تو محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے دشمن دکھائی دیتے ہیں۔

قارئین کرام! ایسی سب خرافات کا بہ غور جائزہ لیا جائے اور اس سے متعلقہ سب کڑیوں کو جوڑا جائے تو ایک بات ضرور سمجھ آتی ہے کہ مسلمانوں کو ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت بدعملی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ دشمن چاہتا ہے کہ مسلمان اسلام کی بنیادی تعلیمات سے بھی بیگانے ہو جائیں، ان سے اسلام کی روح نکال دی جائے۔ اسلام باقی سب ادیان پر غالب ہونے کے لیے آیا ہے، اس بات کو بھلا دیا جائے۔ آج دیکھ لیں کہ دشمن اس میں کس حد تک کامیاب ہو چکا ہے کہ ایک آدمی اپنے سگے باپ کا جنازہ پڑھتے وقت نماز جنازہ کی دعاؤں سے ناواقف ہوتا ہے۔ خود کو دانشور سمجھنے والے سورت اخلاص کی تلاوت سے قاصر ہیں اور مسلمان عوام میت کو غسل دینے کا طریقہ بھول چکی ہے۔

قارئین کرام! نبی اکرم ﷺ نے پیشین فرمائی تھی کہ اُمت محمدیہ یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چل نکلے گی۔

اب ذرا مسلمانوں اور یہود ونصاریٰ کے عقائد واعمال پر طائرانہ نظر ڈال کر دیکھیں کہ جو کام عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لیے کیا، وہی کام مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا۔ اس سال بارہ ربیع الاول والے دن جشن عید میلاد النبی اور اس کے ٹھیک ایک دن بعد عید میلادِ عیسیٰ (کرسمس ڈے) کا جائزہ ضرور لیا ہوگا۔ دونوں جشنوں کی تقریبات میں کیا فرق باقی بچا ہے اور اسی کام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔ اگر بعض لوگوں کو خوش فہمی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہ سارے کام اچھے ہی تو ہیں، ان میں کیا حرج ہے تو یہ وہم شیطان نے ان کے ذہنوں میں ڈالا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

''اللہ کی قسم! (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے پہلے بھی ہم بہت سی قوموں میں رسول بھیج چکے ہیں، (پہلے بھی یہی ہوتا تھا کہ) شیطان نے ان کی خرافات کو ان کے لیے خوشنما بنا دیا (اور انہوں نے رسولوں کی بات تسلیم نہ کی) وہی شیطان آج ان لوگوں کا سرپرست بنا ہوا ہے اور یہ دردناک عذاب کے مستحق بن رہے ہیں۔'' (سورۃ النحل:63)

الغرض محبت رسول میں وہی کام ثواب والا ہے، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ہو، جیسا کہ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (م:۱۹۸ھ) فرمایا کرتے تھے:

'إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمِيزَانُ الْأَكْبَرُ، فَعَلَيْهِ تُعْرَضُ الْأَشْيَاءُ، عَلَىٰ خُلُقِهِ وَسِيرَتِهِ وَهَدْيِهِ، فَمَا وَافَقَهَا فَهُوَ الْحَقُّ، وَمَا خَالَفَهَا فَهُوَ الْبَاطِلُ'

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑی کسوٹی ہیں، لہٰذا آپ ہی کے اخلاق، سیرت اور طریقہ پر تمام اشیا پیش کی جاتی ہیں، جو ان کے موافق ہوں، وہ حق اور جو ان کے مخالف ہوں، وہ باطل ہیں۔''

(الجامع لاخلاق الراوی للخطیب البغدادی : ۸ ، وسندہٗ صحیحٌ)

معیاری محبت

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہونے کا ہر مسلمان دعوے دار ہے، مگر معیاری محبت وہی ہے کہ جس میں قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے راستے پر اکتفا کیا جائے، نیز نبی کریم کی ذات اور بات دونوں سے محبت رکھی جائے، اپنی زندگی کو اسوۂ محمدی کا آئینہ دار بنایا جائے، ظاہری وباطنی طور پر محبت رسول کا جذبہ نمایاں ہو، دینِ اسلام میں اپنی من مانی نہ کی جائے، مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت شریعت کے مطابق کی جائے، نیز محبت رسول میں بھی

اپنی مرضی کو شامل نہ کیا جائے، محبت کا جو انداز صحابہ کرام سے ثابت ہو، اسی کو کافی سمجھا جائے، جیسا کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ (م:۱۵۷ھ) ناصحانہ انداز میں فرماتے ہیں:

((اِصْبِرْ نَفْسَكَ عَلَى السُّنَّةِ وَقِفْ حَيْثُ وَقَفَ الْقَوْمُ وَقُلْ بِمَا قَالُوا، وَكُفَّ عَمَّا كَفُّوا عَنْهُ وَاسْلُكْ سَبِيلَ سَلَفِكَ الصَّالِحِ فَإِنَّهُ يَسَعُكَ مَا وَسِعَهُمْ)) ''سنت (اسلامی عقائد و اعمال) پر ڈٹ جا، وہیں ٹھہر جہاں سلف ٹھہرے ہیں، وہی کہہ جو انہوں نے کہا، جس قول و فعل سے وہ رُکے رہے، اُس سے تُو بھی رُک جا اور اپنے سلف صالحین کی راہ پر چلتا رہ، وہی چیز (قرآن و سنت) تجھے کافی ہو جائے گی جو ان کو کافی ہوئی تھی۔''

(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبی نعيم الأصبهانی:143/6، وسندهٔ صحيحٌ)

قارئین کرام! آج اُمت کے اتحاد کا شیرازہ اسی لیے بکھر چکا ہے کہ ہر کوئی قرآن و حدیث کا مطلب و تشریح اپنی خواہش کے مطابق کرتا ہے، ہمارے مطابق مسلمانوں کو متحد کرنے کا ایک ہی کامیاب اور حرفِ آخر راستہ ہے کہ ہم قرآن و حدیث کا مطلب اپنی مرضی کے مطابق لینے سے باز آجائیں، قرآن کی جس آیت اور نبی کریم ﷺ کے جس فرمان سے جو بات سلف صالحین نے سمجھی، اسی کو معتبر سمجھا جائے تو آج ہمارے سارے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔

ایک مغالطہ کا ازالہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق بعض جاہل، ظالم اور نامراد لوگ یہ باور کراتے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ جشن عید میلاد النبی جیسی خرافات کو جائز خیال کرتے تھے، اصل عبارت ملاحظہ ہو:

'وَكَذٰلِكَ مَا يُحْدِثُهُ بَعْضُ النَّاسِ، إِمَّا مُضَاهَاةً لِلنَّصَارٰى فِي مِيلَادِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِمَّا مَحَبَّةً لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَتَعْظِيمًا.وَاللّٰهُ قَدْ يُثِيبُهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الْمَحَبَّةِ وَالْاِجْتِهَادِ،لَا عَلَى الْبِدَعِ مِنِ اتِّخَاذِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدًا، مَعَ اخْتِلَافِ النَّاسِ فِي مَوْلِدِهٖ .فَإِنَّ هٰذَا لَمْ يَفْعَلْهُ السَّلَفُ ، مَعَ قِيَامِ الْمُقْتَضٰى لَهٗ وَعَدَمِ الْمَانِعِ مِنْهُ لَوْ كَانَ خَيْرًا .وَلَوْ كَانَ هٰذَا خَيْرًا مَحْضًا ، أَوْ رَاجِحًا لَكَانَ السَّلَفُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَحَقَّ بِهٖ مِنَّا ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَشَدَّ مَحَبَّةً لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعْظِيمًا لَهٗ مِنَّا ، وَهُمْ عَلَى الْخَيْرِ أَحْرَصُ'

''اسی طرح بعض لوگوں نے جو نیا طریقہ ایجاد کر رکھا ہے، وہ یا تو نصاریٰ کے عید میلادِ عیسیٰ علیہ السلام منانے سے

مشابہت رکھتا ہے، یا پھر بعض جو لوگ کے نبی کریم علیہ السلام سے محبت اور تعظیم میں ایسا کرتے ہیں، کبھی ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ (حقیقی) محبت رسول اور اطاعت رسول پر ثواب عطا فرما دیں، البتہ نبی کریم ﷺ کے یومِ ولادت پر عید منانے والے بدعی عمل پر ثواب نہیں ملے گا، اس پر مستزاد یہ کہ نبی کریم ﷺ کے یومِ ولادت میں اختلاف کیا گیا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ سلف صالحین نے ایسا کام نہیں کیا، حالانکہ وہ ایسا کر سکتے تھے، کوئی رکاوٹ بھی حائل نہیں تھی، اگر یہ کام کسی بھی خیر کا حامل ہوتا یا اس میں خیر کا پہلو غالب ہوتا تو ہماری بہ نسبت سلف صالحین اسے منانے کا زیادہ حق رکھتے تھے، کیونکہ وہ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور اسی طرح وہ لوگ ہم سے کہیں بڑھ کر خیر و بھلائی پر حریص تھے۔"

(اقتضاء الصراط المستقیم:284/2)

ایک ادنیٰ طالب علم بھی اس عبارت کو پڑھ کر بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ یہاں نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کو جشن اور عید منانے کی مذمت کر رہے ہیں۔ دراصل شیخ الاسلام کا مقصود یہ ہے کہ عید میلاد النبی یا تو نصاریٰ کے عید میلادِ عیسیٰ سے مشابہت رکھتا ہے یا پھر بعض لوگ اپنے زعم کے مطابق سچی محبت رسول اور تعظیم میں ایسا کر جاتے ہیں، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حقیقی محبت اور اطاعتِ رسول پر اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرماتے ہیں۔ مگر عید میلاد النبی ہرگز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سچی اور حقیقی محبت نہیں ہے، کیونکہ اگر یہ محبت حقیقی ہوتی تو ہم سے پہلے سلف صالحین اس انداز محبت کو اختیار کرتے، اسی طرح یہ کام ہر طرح کی خیر و بھلائی سے خالی ہے، کیونکہ اگر یہ کام خیر و بھلائی والا ہوتا ہے تو بھی سلف صالحین ہم سے مقدم ہوتے۔ اس لیے کہ اسلاف اُمت ہم سے کہیں بڑھ کر خیر و بھلائی کے کاموں پر حریص تھے۔

مگر کچھ جاہل اور ناسمجھ لوگ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اس عبارت اپنے بدعی نظریات کی تائید میں پیش کرنے کی ناکام و نامراد کوشش کرتے ہیں، یہ بات سراسر ظلم اور بہتان پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ راست پر قائم رکھے، دین اسلام کے مزاج پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ سلف صالحین اور علمائے حق کی محبت ہمارے دلوں میں راسخ فرما دے۔

آمین یارب العالمین!